

فقہ اور اُس کی اہمیت

مفتی محمد عبدالجید دین پوری شہیدؒ

ضبط و ترتیب: مولانا محمد زبیر

پرفتی دین پوری شہیدؒ کا خطاب

زیر نظر تحریر درحقیقت فقہ کے موضوع پر ایک محاضرہ ہے، جو ہمارے محسن و مشفق استاذ حضرت مولانا مفتی محمد عبدالجید دین پوری شہیدؒ نے ۱۹ رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ - ۲ اکتوبر ۲۰۰۷ء بروز منگل، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن میں دورہ حدیث کے طلبہ کے سامنے پیش فرمایا تھا۔ اس سال کے فضلاء کے لیے یہ حضرتؒ کا آخری درس تھا۔ عنوانات اور کچھ توضیحی کلمات کے اضافہ کے ساتھ اُسے قارئین "بینات" کے افادہ کے لیے شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

فقہ کی تعریف

فقہ لغت میں "فہم" یعنی سمجھنے کو کہتے ہیں۔

اور اصطلاحی تعریف ایک امام ابوحنیفہؒ سے منقول ہے، وہ یہ کہ:

"معرفة النفس مالها وما عليها"

یعنی فقہ اس چیز کا نام ہے کہ: نفس اپنے نفع اور نقصان دہ چیزوں کو پہچان لے۔ اس نفع اور نقصان سے مراد طبی نفع و نقصان نہیں، بلکہ نفس (جو باطنی چیز ہے، اس) کے لیے جو مفید اور نقصان دہ ہے اس کی معرفت مراد ہے، جو ایک وسیع مفہوم کا حامل ہے، جس میں حلال و حرام، جائز و ناجائز، مکروہات و مستحبات جیسے شرعی احکام کی رعایت، تزکیہ نفوس، اخلاقِ فاضلہ کی افزائش، اخلاقِ رذیلہ سے طہارت، عقائد صحیحہ و باطلہ میں امتیاز جیسے تمام امور شامل ہیں۔ اور عام طور پر فقہ کی جو تعریف کی جاتی ہے، وہ یہ ہے کہ:

"الفقه هو العلم بالأحكام الشرعية الفرعية العملية من أدلتها التفصيلية"

یعنی احکام شرعیہ عملیہ کو تفصیلی دلائل کے ذریعہ جاننے کا نام فقہ ہے۔

معلوم ہوا کہ فقہ کا تعلق عملی زندگی کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کے ساتھ ہے، جس کا تعلق مرنے کے بعد تک بھی رہتا ہے اور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ پیدا ہونے سے پہلے ہی اس عملی زندگی

ہر چیز کے ثواب کا ایک اندازہ ہے، سوائے صبر کے کہ وہ بے اندازہ ہے۔ (حضرت ابو بکرؓ)

کے ساتھ اس کا تعلق ہوتا ہے، مثلاً: ایک آدمی کا انتقال ہوا اور اس کی بیوی حاملہ ہے تو یہ حمل وراثت کی کلی تقسیم سے مانع اور زکاوت ہے۔ وراثت کی تقسیم اس حمل کو لڑکا یا لڑکی تصور کر کے ہی ہوگی۔

اسی طرح مرنے کے بعد بھی اس عملی زندگی کا تعلق قائم رہتا ہے، مثلاً: بوقت وفات کسی نے اپنی املاک کے بارے میں وقف کی وصیت کی، لیکن یہ شرط لگا دی کہ فلاں فلاں شرائط کے ساتھ یہ املاک وقف ہوں گی، مثلاً: اس نے شرط لگا دی کہ موقوفہ جائیداد میں صرف اپانچ اور معذور ہی رہیں گے، ان کے علاوہ اور کوئی نہیں رہے گا اور ’’شرط الواقف کنص الشارع‘‘ کے اصول کی بنا پر وہ موقوفہ جائیداد چار پانچ سو سال بھی رہے اور اس سے انقاع ہو رہا ہو تو بہر صورت اس شرط کا اعتبار کیا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ عملی زندگی سے تعلق جس طرح پیدائش سے پہلے قائم ہو جاتا ہے، اسی طرح بعض صورتوں میں وفات کے بعد تک بھی رہتا ہے، جیسے: اس وقت کوئی مسلمان ہو تو ظہر کی نماز سے پہلے پہلے وہ وضو کا طریقہ سیکھ کر نماز بھی پڑھے اور کل سے پہلے پہلے روزے کا حکم بھی جانے۔ [حضرت جب یہ ارشاد فرما رہے تھے، وہ صبح دس بجے کے بعد کا وقت اور رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔]

اسی طرح کوئی عملی مسئلہ تو ہے، لیکن اس کا تعلق تفصیلی ادلہ سے نہیں تو بھی یہ فقہ نہیں، مثلاً: ٹریفک کے جو قوانین ہیں، وہ اگرچہ ہیں تو عملی زندگی سے متعلق، لیکن شرعی احکام سے مستطب نہیں اور ان پر کوئی نص نہیں، اس لیے ان پر بھی فقہ کا اطلاق نہیں کیا جائے گا۔ [یعنی ٹریفک کے قانون ہونے کی حیثیت سے ان قوانین کا جاننا فقہ نہیں، ورنہ بعض حیثیتوں سے فقہ سے اس کا تعلق ہوگا۔ واللہ اعلم]

اس طرح فقہ ساری زندگی پر محیط ہے۔

فقہ قرآن و سنت ہی کی تشریح ہے

فقہ قرآن و سنت سے کوئی علیحدہ چیز نہیں، یعنی قرآن و سنت اور فقہ دو متضاد اور دو متوازی چیزیں نہیں، بلکہ دونوں ایک ہی چیز ہیں، ان میں فرق وہی کرتا ہے جو فقہ کے معنی لغوی سے عاری ہے، یعنی جن کو فہم و ادراک کا نور حاصل نہیں، اس لیے وہ قرآن و سنت اور فقہ میں فرق کرتے ہیں اور اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ: ’’البتاس اعداء لما جہلوا‘‘، یعنی لوگ جس چیز سے جاہل ہوتے ہیں، اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

عہد نبوی میں فقہ اور اس کا استعمال

صحابہ کرامؓ نے فقہ کا استعمال کیا، حضور ﷺ کے دور میں فقہ موجود تھی۔ قصہ بنو قریظہ جو غزوہ احزاب کے بعد پیش آیا، اس میں صحابہ کرامؓ کا مشہور اجتہادی اختلاف پیش آیا کہ: ’’لایصلین احدکم

إلا فی بنی قریظۃ“ سے حضور ﷺ کی کیا مراد ہے؟ وہیں نماز پڑھنا لازم ہے یا اصل مقصود عجلت ہے؟ دونوں رائے سامنے آئیں اور حضور ﷺ نے بھی کسی پر تکبیر نہیں فرمائی، کیوں کہ بعض صحابہ کرامؓ نے اس کا مقصد اور مطلب یہ سمجھا تھا کہ اس کے علاوہ درمیان میں کوئی اور کام نہ کیا جائے، باقی نماز اس کام میں مانع و رکاوٹ نہیں۔ لیکن بعض صحابہؓ نے بالکل ظاہری الفاظ کو لے کر عمل کیا۔ آپ ﷺ نے دونوں آراء کی تصویب فرمائی، کسی ایک کو نطاً نہ کہا۔

پھر حضرت معاذؓ کی حدیث مشہور ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت معاذؓ کو بحیثیت گورنر، قاضی، امام، مذہبی راہنما اور ایک جامع شخصیت کے یمن بھیجا، بھیجے وقت آپ ﷺ ان کی دل لگی و حوصلہ افزائی کے لیے ان کے ساتھ ساتھ چلتے رہے، بلکہ حضرت معاذؓ کو سوار کیا اور خود پیدل چل رہے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت معاذؓ سے سوال کیا کہ: ”کیف تقضی إذا عرض لک قضاء؟“ قال: أفضی بکتاب اللہ! قال: فإن لم تجد فی کتاب اللہ؟“ (کیوں کہ قرآن فروعات کی کتاب نہیں)“ تو کہا کہ: ”فبسنۃ رسول اللہ! (ﷺ)“ قال: فإن لم تجد فی سنۃ رسول اللہ (ﷺ) ولا فی کتاب اللہ؟“ (ضروری نہیں کہ اے معاذ! تم بھی اس مجلس میں بوقت سوال موجود ہو، یا ممکن ہے کہ سوال تمہارے بعد ہو، یا سنت میں وہ سوال پہلے آیا نہیں ہو)“ تو کہا کہ: ”اجتهد برایسی ولا الو“ حضور ﷺ اجتہاد کے منکر نہیں تھے کہ تم نے دین میں ایک نئی چیز نکالی ہے..... بلکہ ”فضرب رسول اللہ ﷺ صدرہ، فقال: الحمد لله الذي وفق رسول الله ﷺ لما يرضى رسول الله“۔ (سنن ابی داؤد، کتاب القضاء، باب اجتہاد الرائی فی القضاء، ص: ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷

بے قراری کچھ تقدیر الہی کو نہیں مٹاتی، لیکن اجر و ثواب میں گھانا پیدا کرتی ہے۔ (حضرت علیؓ)

اور جب پہلی وحی آپ ﷺ پر نازل ہوئی تو حضور ﷺ غار حرا سے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ: ”زملونی زملونی“ اور حضرت خدیجہؓ نے تسلیہ کے طور پر کہا کہ: ”کلا واللہ ما یخزیک اللہ ابدأ إنک لتصل الرحم وتحمل الکمل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نواب الحق“ (صحیح البخاری، باب بدء الوحی، ج: ۱، ص: ۳، ط: ۱، قدیمی کتب خانہ، کراچی) پھر جب حضرت ابوبکرؓ نے ہجرت حبشہ کا ارادہ کیا تو ابن الدغنه ملا اور حضرت ابوبکرؓ کو حبشہ کی طرف جانے سے روک کر یہی الفاظ کہے، یعنی: ”کلا واللہ ما یخزیک اللہ ابدأ إنک لتصل الرحم..... الخ“۔

اسی طرح حضرت عمرؓ پر رسول ﷺ کے پرتو کا اندازہ موافقاتِ عمرؓ سے ہو جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا آپ ﷺ سے اتنا ساتھ اور قرب تھا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ: یمن سے آنے کے بعد ہم کافی عرصہ تک ان کو اہل بیت کا فرد ہی سمجھتے رہے۔ حضرت معاویہؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابی بن کعبؓ وغیرہم، یہ صحابہؓ آپ ﷺ کے زیادہ قریب تھے۔ یہ لوگ بعد میں سائلین کے سوالات کے جوابات قرآن سے استنباط کر کے دیتے تھے۔

فقہ کی فضیلت و اہمیت

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

”من یرد اللہ بہ خیراً یفقہہ فی الدین“۔ (صحیح بخاری، ج: ۱، ص: ۲۵، ط: ۱، دار طوق النجاة)

اگرچہ فقہ اصطلاحی ہی اس کی مراد نہیں، لیکن اصطلاحی فقہ بھی اس میں داخل ہے، اس طرح یہ حدیث فقہ کی فضیلت پر مشتمل ہے۔

چونکہ قرآن و حدیث میں تمام مسائل کا احاطہ نہیں، اس لیے فقہ چھوڑنے سے زندگی ناقص ہو جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے فقہ کو لیا اور قرآن و حدیث سے مسائل مستنبط کیے، فقہ یہی مسائل ہیں، کوئی نئی چیز نہیں۔ مدینہ میں فقہاء سبعہ مشہور تھے۔

تدوین فقہ اور مدون اول

اس وقت فقہ ارتقائی دور میں تھی، مدون نہ تھی۔ پھر فقہ پر ایک مدونہ اور مجموعہ تیار ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ پہلا مجموعہ ”زید بن علیؓ“ نے تیار کیا جو اہل بیت میں سے ہیں، لیکن یہ مجموعہ اب موجود نہیں رہا، تو تدوین فقہ کا سہرا امام ابوحنیفہؒ کے سر ہے۔ فقہ میں اس وقت علم الکلام والحدیث سب تھا۔ ”الفقہ الاکبر“ امام صاحبؒ کی پہلی کتاب ہے۔

فقہی ارتقاء میں امام ابوحنیفہؒ کی گراں قدر مساعی اور استنباط مسائل میں آپ کا طریقہ کار امام صاحبؒ نے فقہ کو ایک نیا رخ دیا، اُسے مؤب انداز میں مرتب کیا۔ مزید یہ کہ پیش

آچکے مسائل میں ہی فقہ کو بند نہ رکھا، بلکہ اس کا دائرہ فقہ تقدیری تک وسیع کیا کہ اگر یوں صورت ہو تو اس کا جواب یوں ہوگا، اگر یوں ہو تو اس کا جواب یوں ہوگا۔

امام ابوحنیفہؒ کا طریقہ کار سب سے منفرد اور الگ تھا، اپنی رائے دوسروں پر مسلط نہ کرتے تھے، نہ ہی صرف اکیلے اپنی رائے دیتے، بلکہ چالیس اصحاب الرائے ماہرین علماء (جو آپ کے شاگرد تھے) اس مسئلے پر بحث کر کے سب اپنی رائے دیتے، آخر میں ایک رائے پر اتفاق کر کے پھر مسئلہ لکھتے۔ اس لیے فقہ حنفی میں گہرائی زیادہ ہے، کیوں کہ انفرادیت میں ایک پہلو او جھل رہ سکتا ہے، جب کہ اجتماعی غور و خوض کے بعد جامعیت بڑھ جاتی ہے۔

فقہی ارتقاء میں امام صاحبؒ کے تلامذہ کی کوششیں

اس محنت کے بعد امام صاحبؒ کے خصوصی شاگرد امام محمدؒ و امام ابو یوسفؒ ہیں۔ [حضرت استاذ محترمؒ نے اسی ترتیب سے پہلے امام محمدؒ اور پھر امام ابو یوسفؒ کا نام ذکر فرمایا تھا، حالانکہ امام محمدؒ امام ابو یوسفؒ کے شاگرد ہیں، اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ حضرت آگے کتب فقہ حنفی کے متعلق ارشاد فرمانا چاہ رہے تھے اور فقہی تصانیف میں امام محمدؒ کا کوئی ثانی نہیں۔ واللہ اعلم] امام زفرؒ بھی نمایاں شاگرد اور ”اقیسن اصحاب ابی حنیفہؒ“ ہیں۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ امام ابو یوسفؒ و امام زفرؒ کا کسی مسئلے پر مباحثہ ہوتا، تو امام صاحبؒ سن کر عقلی طور پر امام زفرؒ کو راجح قرار دیتے۔

لیکن فقہ میں زیادہ اہم امام محمدؒ و امام ابو یوسفؒ ہیں۔ امام محمدؒ نے سب سے پہلے فقہ کو مدون کیا۔ [یعنی امام ابوحنیفہؒ نے جو فقہ تاصیل و تفریع کی صورت میں مدون کی، اُسے تصانیف کی صورت میں مرتب کر کے امام محمدؒ نے یہ امانت امت تک پہنچائی۔ واللہ اعلم] ان کی کتب میں روایات بحوالہ امام ابو یوسفؒ ہیں۔

امام محمدؒ کی تصانیف

امام محمدؒ نے ظاہر الروایہ لکھیں، یہ چھ کتب ہیں:

۱.....المبسوط۔ ۲.....الزیادات۔ ۳.....الجامع الصغیر۔ ۴.....الجامع

الکبیر۔ ۵.....السیر الصغیر۔ ۶.....السیر الکبیر۔

اور آپ کی تصانیف میں کچھ تو اور الروایہ ہیں:

۱..... ہارونیات۔ ۲..... کیسانیات۔ ۳..... رقیات۔ ۴..... جرجانیات۔

سب سے اہم اور اصل ”مبسوط“ ہے، اس کو ”اصل“ بھی کہا جاتا ہے۔ فقہ حنفی کی

امہات اور ماخذ یہی چھ کتب یعنی ظاہر الروایہ ہیں۔

امام محمدؒ نے بین الاقوامی قانون کے اعتبار سے ”السیر الصغیر“ اور ”السیر الکبیر“

لکھی۔ جب ”السیر الصغیر“ لکھی اور یہ امام اوزاعیؒ کے پاس شام پہنچی تو انہوں نے کہا: ”ما لأهل

الکوفۃ فی السیر؟“ کہ یہ علم تو اہل مدینہ و مکہ کا ہے، کیوں کہ یہ مختصر تھی۔ امام محمدؒ نے سنا تو دکھ ہوا، چنانچہ آپ نے پھر ”السیر الکبیر“ تصنیف فرمائی اور ”السیر الکبیر“ مفصلاً لکھی، یہ ہارون الرشیدؒ کے دور میں مکمل ہوئی تو اس نے اس کتاب کی تصنیف پر بے حد خوشی منائی اور کہا کہ: میرے دور کی سب سے بڑی فتح یہ علمی کارنامہ ہے۔ اور امام اوزاعیؒ کو پہنچائی تو کہا کہ اگر اس کتاب میں احادیث نہ ہوتیں تو میں کہتا: ”واللہ هذا الرجل لیضع العلم“ اور اپنے سابق قول سے رجوع کیا۔

امام محمدؒ کی کتب کی شروحات

پھر امام محمدؒ کے مختلف شاگرد آئے اور ظاہر الروایۃ کی مختلف شروحات لکھیں۔ امام سرحسیؒ وغیرہ کی مبسوط، یہ انہی کتب امام محمدؒ کی شروحات ہیں۔ لیکن سابقہ شروحات کا انداز الگ تھا کہ متن و شرح خلط ہوتے تھے، لہذا متن کا پتا نہیں چلتا تھا۔

فقہ حنفی کی امتیازی خصوصیت

بہر حال یہ فقہ حنفی کا امتیاز ہے کہ اس کو ایک اجتماعی کمیٹی اور شورائی نظام کے تحت مرتب کیا گیا، اس لیے اس میں وسعت زیادہ ہے۔

امام مالکؒ کا طرز تو یہ تھا کہ بس سوال کا جواب نہ آیا تو سائل کو واپس بھیج دیا کہ جب آئے گا تو بتادیں گے۔ جب کہ امام محمدؒ کے بارے میں آتا ہے کہ (یہ امام شافعیؒ کے استاذ تو تھے ہی، لیکن ایک روایت کے مطابق امام شافعیؒ کے والد کا انتقال ہوا تو ان کی والدہ سے امام محمدؒ نے نکاح کیا، اس لحاظ سے امام شافعیؒ ان کے لے پالک بھی ہوئے) ایک مرتبہ امام شافعیؒ کی فراغت کے بعد امام محمدؒ امام شافعیؒ کے گھر آئے، رات کا کھانا کھا کر لیٹے، تو امام شافعیؒ نے پانی کا لونا رکھ دیا کہ تہجد کے لیے جاگیں گے تو پانی کے لیے سہولت رہے، ادھر امام محمدؒ نے تہجد میں وضو کیا نہ فجر میں، امام شافعیؒ حیران ہوئے، پوچھا کہ حضرت استاذ محترم! آپ نے وضو نہیں کیا؟ امام محمدؒ نے فرمایا کہ: لیٹتے ہی ایک مسئلہ ذہن میں آیا، ساری رات اس پر سوچتے گزری کہ اگر یوں ہوا، اگر یوں ہوا.....!!! تو اس فقہ میں ہر پہلو کا خیال رکھا گیا ہے۔

امام ابو یوسفؒ نے مرض و فوات میں عیادت کے لیے آنے والوں سے پوچھا کہ: رمی پیدل افضل ہے یا سوار ہو کر؟ ہر ایک نے اپنے فہم کے مطابق جواب دیا، ایک جواب دیا گیا: سوار ہو کر، فرمایا: نہیں، دوسرا جواب دیا گیا: پیدل، فرمایا: نہیں، پھر خود فرمایا: ہر وہ رمی جس کے بعد دعا ہے وہ پیدل افضل ہے؛ کیوں کہ دعا پیدل افضل ہے اور جس رمی کے بعد دعا نہیں وہ سوار ہو کر کرنا افضل ہے۔ ابھی لوگ الوداع کر کے حویلی سے باہر نہ نکلے تھے کہ عورتوں کی آواز آئی: امام ابو یوسفؒ وفات پا گئے۔ اس تفصیل کا یہ فائدہ ہوا کہ ان جزئیات سے ہمیں کہیں نہ کہیں راہنمائی ضرور مل جاتی ہے۔

فقہ! زندگی کا ایک اہم اور لازمی عنصر

اگر فقہ اور مسائل کا علم نہ ہو تو سب عبادات ضائع ہو جاتی ہیں، یہ ایک لازمی عنصر اور حصہ ہے۔ اگر اس سے مزاج مل جائے تو زندگی کا مزایا کچھ اور ہوتا ہے۔ اگر فقہی دقائق اور مسائل پر غور ہو تو علم کے نت نئے دروازے کھلتے ہیں۔

مبسوط اور اس کی شروحات

اصول میں تو سب سے پہلے امام محمدؒ کی ظاہر الروایہ ہیں، خصوصاً مبسوط۔ حاکم شہیدؒ نے ان سارے اصولوں کا خلاصہ لکھا اور مکرر مسائل ختم کر کے جمع کیا، لیکن وہ مجموعہ اب دستیاب نہیں ہے۔ مبسوط کی سب سے اہم شرح ”مبسوط سرخسی“ ہے، جو واضح، مدلل اور مفصل ہے۔

متون اور ان کی ضرورت

اس کے بعد متون کا زمانہ آتا ہے۔ متون کی ضرورت اس طرح پیش آئی کہ مختصر مسائل کو ہر خاص و عام یاد کر لیں، کیوں کہ وہ حفظ کا زمانہ تھا، کسی بھی فن پر ایک متن یاد ہو۔ ”قدوری“ ایک متن ہے، جو انتہائی جامع متن ہے، اس کو یاد کرنے سے فقہ حنفی کے تمام مسائل اجمالاً آجائیں گے۔

ہدایہ اور اس کی خصوصیات

اس کے بعد علامہ فرغانی مرغینائی صاحب ہدایہ کا زمانہ آتا ہے، انہوں نے امام محمدؒ کی ”الجامع الصغیر“ اور قدوری کا متن سامنے رکھ کر ”بداية المبتدی“ کے نام سے متن مرتب کیا، پھر اس متن کی شرح ”کفایۃ المتہی“ کے نام سے لکھی، بہت طویل تھی، تقریباً ۸۰ جلدوں میں تھی۔ خیال ہوا کہ لوگ استفادہ نہ کر سکیں گے تو چار جلدوں میں ”ہدایہ“ کے نام سے اختصار کیا۔ ”الہدایۃ کالقرآن“ کا مطلب یہ نہیں کہ اس پر ایمان لازم ہے اس طور پر کہ یہ قطعی ہے، نہیں! بلکہ ”لا تنقضی عجائبہ“ ہے۔ ہدایہ کا انداز یہ ہے کہ اس کے دلائل پر غور کریں، خصوصاً عقلی دلائل پر غور کرنے سے فقہی واجتہادی ذوق پیدا ہوتا ہے۔ ہمارے استاذ حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹوکی صاحب فرماتے تھے کہ: اگر کوئی صحیح انداز سے ہدایہ پڑھ کر عدالت میں چلا جائے تو کبھی اس پر کوئی وکیل غالب نہیں آسکتا۔ کیوں کہ اس کا انداز، دلیل اور رد علیٰ الخصم ہے۔ پھر مختصرات میں سے ”کنز“ ہے اور عجیب کمال ہے اختصار میں، ”ققعص، دمع خزقہ، صمع، مسئلۃ البیر جحط“۔

اگر اس کو پڑھانے کا موقع ملے تو پہلے اس کے مسائل کی تقطیع کر کے پھر حل کرائیں، کیوں کہ کبھی

ایک لمبی عبارت (خصوصاً کیفیات عبادات کے بیان میں) آجاتی ہے تو ہر ایک کی تقطیع کر کے پڑھائیں۔
 ”بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع“ ”ملک العلماء علامہ کاسانی کی کتاب ہے۔ یہ شرح ہے ”تحفة الفقہاء“ کی، لیکن انداز عام شرح والا نہیں، بلکہ سہل انداز ہے اور اسی سہل انداز میں علت بھی آجاتی ہے اور دلائل بھی۔ صاحب بدائع علامہ کاسانی نے اپنے استاذ سے پڑھا اور تیس سال میں کتاب لکھ کر استاذ کو پیش کی، ان کو بہت پسند آئی، استاذ نے انہیں فتویٰ کی بھی اجازت دی اور اپنی بیٹی فاطمہ کا نکاح ان سے کر دیا۔ فاطمہ نے بھی اپنے والد سے اکتساب علم کیا، انہیں بھی والد محترم کی طرف سے فتویٰ کی اجازت حاصل تھی، تو جو فتویٰ جاری ہوتا اس پر تین آدمیوں کے دستخط ہوتے: صاحب بدائع، اہلیہ اور سر استاذ۔ پھر فاطمہ کا انتقال ہوا، ان سے ایک بیٹی تھیں، اس نے اپنے استاذ [اصل کاپی میں یہاں ”استاذ“ کا لفظ ہی ہے، مراد والد یعنی علامہ کاسانی ہیں۔ واللہ اعلم] سے اکتساب علم کیا اور فتویٰ کے منصب پر فائز ہوئیں اور پھر دور آیا کہ فتوے پر صاحب بدائع اور بیٹی کے دستخط ہوتے۔ اس طرح کے علماء تھے۔
 جزئیات کے حوالے سے کنز کی شرح ”البحر الرائق“ مفید ہے، اگر موقع ملے تو اس کا مطالعہ ضرور کریں، لیکن طلبہ کے سامنے نہ بیان کریں کہ یہ ”بحر“ ہے اور طالب علم کو تیرنا نہیں آتا۔ مطالعہ تو خوب کریں، لیکن بات طلبہ کی استعداد کے مطابق کریں: ”کلموا الناس علی قدر عقولہم“۔

تدریس کے اہم نکات

اور اگر متن و شرح والی کتاب پڑھانے کو ملے تو پہلے متن کا مسئلہ الگ بیان کر دیں، پھر شرح کا، مثلاً: ”مختصر المعانی“ میں پہلے ”تلخیص المفتاح“ کا مسئلہ بیان کر دیں، کیوں کہ شرح میں اعتراضات اور لفظوں پر بحث ہوتی ہے۔ اسی طرح ”جامی“ میں پہلے ”کافیہ“ کی بات سمجھائیں۔
 اردو کتابوں سے اجتناب کریں اور فقہ کی کتب بتدریج مطالعہ میں رکھیں۔ پہلے ”نور الایضاح“، پھر ”قدوری“، پھر اس کی کچھ شروحات، پھر آگے ”کنز“ وغیرہ۔

درس نظامی کے مروجہ نصاب کی اہمیت

ہمارے اکابر نے یہ نصاب خوب سوچ سمجھ کر مرتب کیا ہے۔ کڑی سے کڑی ملتی ہے۔ اب بھی اسی ترتیب سے پڑھیں، یہ نہیں کہ اب عالم بن گئے تو اب اوپر سے پڑھیں، نہیں اب بھی نیچے سے۔ ہمارے ختم بخاری کے موقع پر حضرت بنوریؒ نے فرمایا کہ: ”یہ نہ سمجھو کہ عالم بن گئے، نہیں بلکہ تم میں اب عالم بننے کی صلاحیت پیدا ہوئی ہے۔“ تو عالم اب بھی اسی ترتیب سے ہونگے۔

اردو زبان میں اہم کتب فقہ و فتاویٰ

اگر اردو میں فقہ کی کوئی کتاب دیکھنی ہی ہو تو جزئیات پر ”عمدة الفقہ“ بہترین کتاب ہے۔ یہ

اپنے دوست کا احسان مند ہو کہ اگر اس نے تجھ سے کچھ لیا ہے، کیونکہ اگر وہ نہ لیتا تو تجھے ثواب نہ ہوتا۔ (حضرت فضیلؒ)

صرف عبادات پر ہے (کہ مؤلف کو آگے زندگی نہ ملی)۔ ”زبدۃ الفقہ“ کے نام سے اس کا خلاصہ بھی ہے۔ فتاویٰ میں سے مستند ”امداد الفتاویٰ“ حضرت تھانویؒ کا فتاویٰ ہے، یہ مسائل کے لحاظ سے اور فقہی اعتبار سے بہت عمدہ ہے، یا ”فتاویٰ رحیمیہ“، ”فتاویٰ محمودیہ“ مفتی محمود گنگوہیؒ کا، یا مفتی محمود کا فتاویٰ۔

”لا ادری“ بھی علم ہے

ایک بہت زیادہ اہم بات کہ اگر کسی مسئلہ کا علم نہیں یا اس مسئلہ میں شک ہے تو جواب نہ دیں، ”لا ادری“ کہہ دیں، اعتراف جہل علم کا بہت بڑا دروازہ ہے:

آں کس کہ نداند و نداند کہ نداند

در جہل مرکب ابد الدهر بماند

حضور اقدس ﷺ سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں، لیکن خولہ بنت اوسؓ جب ظہار کے مسئلہ میں آئیں تو فرمایا کہ: ابھی تک اس سلسلے میں وحی نہیں آئی۔ تو یہ بھی ایک طرح کا ”لا ادری“ ہے۔ لہذا اگر علم نہیں تو نہ بتائیں، کیوں کہ وہ آپ کی بات پر عمل کرے گا، اس لیے کبھی نہ شرمائیں کہ سب چیزوں کا علم ضروری نہیں، بعد میں معلوم ہو جائے گا۔ ممکن ہے اس وقت خفت اٹھانی پڑے، لیکن اس سے بہتر ہے جو بعد میں دقت اٹھانی پڑے۔

فقہ سے تعلق اور اس کی مخالفت سے اجتناب لازم ہے

بہر حال فقہ سے تعلق جوڑے رکھیں۔ اس سے وسعت نظر، دقت نظر اور وسعت علم آتا ہے، اس سے مستغنی نہ ہوں، اس کی خفت، ہلکا پن اور اس کی مخالفت کبھی دل میں نہ آئے، یہ علم سے محرومی کی دلیل ہے، کیوں کہ ”فقہ“ دین کی سمجھ کا نام ہے۔ جن میں علم کی سمجھ نہیں، وہی مخالفت کرتے ہیں۔

آخری نصیحت

میری آپ کو آخری نصیحت یہ ہے کہ: آپ کی بنوری ٹاؤن، حضرت بنوریؒ اور دین و علم سے جو نسبت قائم ہوئی ہے، اس کی پاس داری و خیال رکھیں۔ ان شاء اللہ! اللہ کی توفیق سے صاحب نسبت سے استفادہ ہوتا رہے گا۔

عالمگیرؒ اور بہروپے کا قصہ ہے کہ عالمگیرؒ نے بہروپے سے کہا: تم اگر ایسے روپ میں آؤ کہ میں تمہیں پہچان نہ سکوں تو تمہیں اتنا انعام دوں گا۔ کچھ عرصے بعد عالمگیرؒ نے کسی علاقے کی طرف شکار کے لیے جانے کا ارادہ کیا، بہروپے کو معلوم ہوا تو اُس علاقے کے کسی جنگل میں درویش کا روپ دھار کر بیٹھ گیا۔ لوگوں میں بہت جلد شہرت ہو گئی کہ ایک بہت بڑے زاہد بزرگ ہیں جنہیں

جو شخص صدقہ کے ثواب کا فقیر کی حاجت کی نسبت اپنے آپ کو زیادہ محتاج نہ جانے اس کا صدقہ قبول نہیں ہوتا۔ (امام غزالی)

دنیا کی بالکل رغبت نہیں، لوگوں کا رجوع شروع ہوا۔ جب عالمگیر اس علاقے سے گزرنے لگے تو انہیں بھی معلوم ہوا کہ یہاں ایک زاہد درویش ہیں (عالمگیر کی عادت تھی کہ جہاں سفر کرتے وہاں کے علماء اور اہل اللہ کی خدمت میں ضرور حاضر ہوتے تھے) چنانچہ عالمگیر حاضر ہوئے، نصائح سننے کے بعد بڑی مقدار میں ہدیہ پیش کیا، درویش نے لینے سے انکار کر دیا۔ عالمگیر کچھ ہی آگے گئے تھے کہ وہ بہر و پیا اپنے اصل روپ میں آیا اور کہا کہ: جناب میں نے آپ کی شرط پوری کر دی، انعام دیجیے۔ عالمگیر نے مقررہ انعام دیا اور کہا کہ: حیرت ہے! تم نے درویش کے روپ میں انعام نہ لیا، وہ زیادہ بھی تھا، اب تو کم ملا ہے، یہ لے لیا؟ اس پر بہر و پیا نے کہا کہ: جس کا روپ اپنایا تھا، اس کا بھی تو تقاضا تھا کہ وہاں دنیا نہیں۔ اس لیے اساتذہ سے تعلق بھی رکھیں، اگر چہ اساتذہ پہچانتے ہوں اور اساتذہ کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔

[راقم کو یاد پڑتا ہے کہ انہی نصائح کے ضمن میں حضرت نے روزانہ اکابر کے سوانح کو مطالعہ میں رکھنے کی بھی ترغیب دی، جیسا کہ سال کے آغاز میں بھی حضرت نے نصیحت فرمائی تھی۔]

مسلمان کے لیے مفید کتب

<p>کسی کو تکلیف نہ دیجیے</p> <ul style="list-style-type: none"> ● یہ کتاب قرآن اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں تیار کی گئی ہے۔ ● معاشرت کے آداب، معاملات کی درستگی، خیر خواہی اور خدمتِ خلق کا جذبہ پیدا کرنے والی مفید ہدایات بیان کی گئی ہیں ● بدگمانی، غیبت، فحش گوئی، لعن طعن، ناجائز سفارشات اور حسد سے بچنے کے لیے نصیحت آموز مضامین ذکر کیے گئے ہیں 	<p>پرسکون زندگی</p> <ul style="list-style-type: none"> ● زندگی کو منظم اور پرسکون بنانے کے سنہرے اصول ● کم وقت میں زیادہ کام کرنے کی موثر تدبیریں ● اسوۂ حسنہ کی روشنی میں مسائل سے نمٹنے کے تیرہ ہدف نئے ● روزی میں برکت کے مسنون طریقے ● ازدواجی زندگی خوش گوار بنانے والی راہیں 	<p>راحت حاصل کیجیے</p> <p>حوصلہ، ہمت، صبر، تسلی، ڈھارس اور دلا سے کے ایسے واقعات اور دعائیں ہیں جنہیں پڑھ کر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پریشان حال شخص کے دل کو تسلی ہوگی۔</p> <ul style="list-style-type: none"> ● مصیبت زدہ شخص کو مسائل کے حل نظر آئیں گے۔ ● تکلیف میں صبر کرنا آسان ہوگا۔
---	--	---

www.abc.com.pk info@abc.com.pk

اپنا منزل، مکان نمبر 2 ہندراک، بلاشرز، اردو بازار، کراچی فون: +82-21-34229445 +82-21-34229446 موبائل: +82-334-2423848 +82-322-2583198

17 افضل مارکیٹ، نزد جاوید بلاشرز، اردو بازار، لاہور فون: +82-42-37112358 +82-336-7706320 موبائل: